

مجوزہ ڈرگ روگولیٹری اتحارٹی: دائمی مریض کے لیے ایک مضر دوا



کردار ہرگز نہیں سونپا جانا چاہیے۔

اتھارٹی کے فریم ورک میں موجود بہت سارے جھوٹ اس بات پر شاہد ہیں کہ مجوزہ نیا ادارہ ملک میں ادویات کے شعبے کو خنی کنٹرول میں دے دے گا جس کے باعث دواؤں کی عدم دستیابی اور اوقیتوں میں اضافے ہیں جو ان جنم لیں گے کیونکہ اتحارٹی کے کام کرنے کا مجوزہ طریقہ کار صنعت کو زیادہ سے زیادہ مداخلت کی دعوت دے گا اور حکومتی کنٹرول اور صارفین کے تحفظ کے دعوے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

ڈرگ روگولیٹری اتحارٹی کا مجوزہ مسودے کے مطابق قیام ادویات کے شعبے کو قیتوں کے تعین کے ایک نئے نظام کا ابتدائی ثابت ہو گا جس میں ادویات کی قیمتیں ان کے بنانے والے خود طے کریں گے اور ادویات کے شعبے کو کنٹرول کرنے والی ڈرگ روگولیٹری اتحارٹی عملی طور پر صنعت کے رحم و کرم پر ہو گی کیونکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس نئی اتحارٹی کی ساخت ہی مارکیٹ کے کھلاڑیوں کے تحفظ کیلئے تشكیل دی گئی ہے۔

مجوزہ قانون کے مسودے میں ادویات کو قیتوں کے تعین کے حوالے سے پانچ مختلف گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور ہر گروپ کے لیے قیتوں کا تعین الگ الگ طریقہ کار کے تحت کیا جائے گا۔ عالمی ادارہ صحت کی ضروری ادویات کی نہرست کے سواباتی چاروں کلینگریز کو عملاً صنعت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

اس نئی اتحارٹی کے نئے نظام کے تحت صنعت کے جانب سے اپنی مصنوعات کو خود ہی ٹھیکیٹ کی عطا یگی اور کسی تیسرے ذریعے سے کوئی کی تقدیق تجویز کیے گئے

کہ حکومت کی مجوزہ نئی ڈرگ روگولیٹری اتحارٹی جس کے مکملہ قیام کو حکومت فارما سیو یکلیکٹر میں ایک انقلابی قدم قرار دے رہی ہے، کے فریم ورک اور ایکٹ کے مجوزہ مسودے پر ایک سرسری نظر سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ دوائیوں کے شعبے میں یہ نئی سرکاری تنظیم عوامی مفاد کی قیمت پر صرف صنعت کے تحفظ کے لیے کھڑی کی جا رہی ہے۔

دواائیوں کے شعبے میں یہ روگولیٹری اتحارٹی نئی کام اور پاور روگولیٹری اتحارٹی کی طرز پر قام کی جا رہی ہے جس کے اغراض و مقاصد میں ادویہ کے شعبے کو انضباط میں لانا ہے۔ حکومت تو یہاں تک دعویٰ کر رہی ہے کہ یہ "محبّاتی" اتحارٹی صحت کے شعبے کی تمام مسائل جن میں ادویات کی رجسٹریشن، ادویات کے قیتوں کے تعین، ضروری ادویات کی دستیابی اور ادویات کے غیر ضروری استعمال جیسے تمام مسائل سے بیک وقت نہ رکھا جائے۔

لیکن تصویری کا دوسرا رخ یہ ہے کہ بلندو بالا سرکاری دعووں کے برعکس اس اتحارٹی کے قیام کے لیے تجویز کردہ قانون کا مسودہ انتہائی مایوس کرنے ہے کیونکہ اس میں نہ تو کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی یقابل عمل اور اثر پذیر ہے۔

ایسا دکھائی دیتا ہے کہ حکومت پریم کورٹ کے جعلی ادویات کے حوالے سے از خود نوٹس کے بعد صحت کے شعبے میں کوئی "کارکردگی" دکھانا چاہتی ہے اور پہلے سے کام کرنے والی ڈرگ کنٹرول آر گنائزیشن کو ختم کر کے نئی اتحارٹی لائی جا رہی ہے حالانکہ 1976ء کے ڈرگ ایکٹ کی روشنی میں ڈرگ کنٹرول آر گنائزیشن کو اس کی روح کے مطابق چلایا جائے تو بہت سے مسائل خود ختم ہو سکتے ہیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ نئی اتحارٹی وزارت صحت کے اندر من پسند اور سہل انتظامی تبدیلیوں کا راستہ کھول دے گی۔

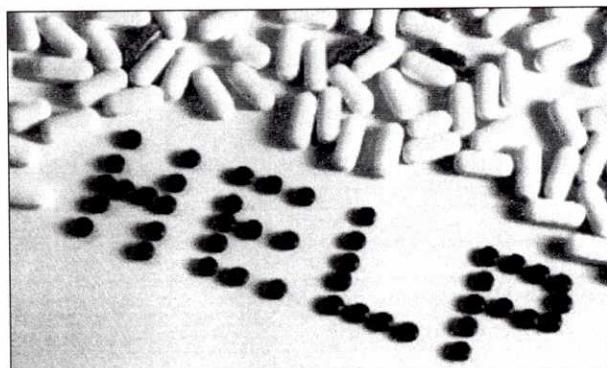
صحت کے انتہائی اہم شعبے کو ٹیکی موافقان اور تو انائی کے شعبوں کے طرح نہیں سمجھنا چاہیے جہاں صارفین کے اشک شوئی قائم شدہ روگولیٹری اتحارٹی میں نام نہاد سماعتوں کے ذریعے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ صحت کے شعبے میں صارفین کے مفاد کو اولین ترجیح کے طور پر ہر پالیسی میں شامل ہونا چاہیے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر طاقتور فارما صنعت کو روگولیٹری کے حوالے سے فیصلہ سازی میں کوئی بھی



قیامِ محض ایک سیاسی اقدام ہے اور اس کے مسودے میں ناقص یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ سرکاری اقدامِ محض تظرف کا دھوکہ ہے تاکہ عوام کی توجہ صحت کے حقیقی مسائل سے ہٹائی جاسکے۔ وقت آگیا ہے کہ حکومت ایسے غیر ضروری اور 'ہنگامی' اقدامات کی بجائے صحت کے شعبے کے مسائل کے حل کے لیے کوئی پاسیدار کوششیں کرے۔

ہیں جن کا سادہ مطلب یہ ہے کہ اعلیٰ کوالٹی کی ادویات مہنگے نرخوں فروخت ہوں اور ضروری ادویات کی دستیابی مزید مشکل ہو جائے گی۔

محوزہ قانون کے مسودے پر ایک نظر سے واضح ہوتا ہے کہ اس نئے ادارے کی ضرورت ہرگز نہیں تھی یا کم از کم حکومت اس نئے ادارے کے قیام کی ضرورت کا کوئی معقول جواز پیش نہیں کر سکتی۔ ضرورت نہ ہونے کے باوجود اس ادارے کا



ڈرگ کنٹرول آر گناز یشن کی جگہ لے گی۔ نئی اتحاری دعووں کے مطابق سارث، جدید اور کمپیوٹرائزڈ تنظیم ہو گی جو اپنے ملازمین کو پرکشش تنخواہ اور پیچیز کی پیش کرے گی اور یہ افرادی قوت کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے صنعت کے ساتھ مقابله کرنے کی پوزیشن میں ہو گی اور بڑی بڑی کارپوریٹس کے ریگولیٹری آفیسرز اپنے درخواست کیریئر کے سفر میں اس اتحاری کی گھنی چھاؤں میں تھوڑا استتانے کو نعمت غیر مترقبہ گردانیں گے کہ یا ان کے روشن مستقبل کی نہماں بنے گی۔ تاہم حکومت کی طرف سے یہ وضاحت کہیں بھی نہیں کی گئی کہ یہ اتحاری کارپوریٹ مفادات کے مقابلے میں عوامی مفادات کا تحفظ کیسے کر پائے گی جب اتنے سارے کارپوریٹ ملازمین اس اتحاری کے برآمدوں میں مارچ پاسٹ کر رہے ہوں گے۔ اگرچہ سرکاری اعلانات کے مطابق یہ اتحاری تعلیم اور استعداد کاری پر خصوصی توجہ دے گی تاہم ابھی تک یہ واضح نہیں ہو سکا کہ یہ اتحاری اپنے ملازمین کی استعداد کاری میں سرمایہ کاری کر کے انھیں بہترین ہنرمند اور پیشہ ور فراد میں تبدیل کر کے پرکشش کارپوریٹ مارکیٹ سے مقابلے کے اس دور میں اپنے پاس رکھنے کا جتن کیسے کرے گی؟ یہ اتحاری سرکاری ملازمین کی جگہ پر ایجوبہ افراد کو ملازم رکھے گی اور اس بات کی ابھی تک کوئی ٹھوس شہادت نہیں ہے کہ سووں سو ٹس کو نکال کر اس پر انجویٹ سیکٹر سے لوگوں کو ملازمتیں دینا جس سے کوئی محکمہ

حکومت کے ریگولیشن کردار کی نجکاری

پاکستان میں دوائیوں کی رجسٹریشن، فروخت، برآمد و درآمد اور دوسرے متعلقہ پہلوؤں سے منشی کے لیے 1976ء میں ڈرگ ایکٹ نافذ کیا گیا۔ ڈرگ کنٹرول آر گناز یشن (www.dcomoh.gov.pk) کو یہ اختیار تفویض کیا گیا کہ وہ اس ایکٹ پر عملدرآمد کروائے۔ پچھلے 30 برس سے یہ سرکاری تنظیم گریڈ 21 کے ایک سووں آفیسر اور سارا ہے تین سو سے زائد افرادی قوت کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ مسائل بھی ہیں جیسے ہمارے ملک میں رجسٹرڈ شدہ دوائیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے یعنی 40 ہزار برانڈز۔ یہ تعداد ہماری ضرورت و ریگولیٹری استعداد ہر دلخواہ سے زیادہ ہے (وزارت صحت کے پاس تو عشروں سے تمام رجسٹرڈ شدہ دوائیوں کی ایک جام فہرست تک نہیں ہے)۔ ان حالات میں ایک طرف جہاں دوائیوں کا غیر ضروری اور غیر مناسب استعمال اپنے عروج پر ہے وہیں کچھ بہت ضروری ادویات اکثر ویژٹر مارکیٹ سے یا تو غائب رہتی ہیں یا ان کی شدید کی رہتی ہے۔ ادویہ کی کوالٹی کی یقین دہانی تو بہت دور کی بات دوائیوں کی مارکیٹنگ میں مردوج اعلانیات کی دھیان بھی سر عام اڑتی ہیں۔ ڈرگ ایکٹ کے رولز پر کمل اور مسلسل عملدرآمد ابھی تک یقینی نہیں بنایا جاسکا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مہنگی دوائیاں عوام کی اکثریت کی پہنچ سے باہر ہیں۔

عوامی مفاد کی پالیسیوں کی کمی، ایڈیاک بنیادوں پر منصوبہ بندی اور سیاست کی کوکھ سے جنم لینے والی عارضی پالیسیاں ہمارے فارماسیوٹیکل سیکٹر کے بنیادی مسائل ہیں۔ اس ضمن میں یہ عمومی خیال کافی گہرا ہے کہ سرکار کے پاس موجود افرادی قوت کی تعداد و استعداد میں کمی ان سب ناکامیوں کی ذمہ دار ہے۔ حال میں اعلان کی گئی محوزہ ڈرگ ریگولیٹری اتحاری منظوری کے بعد موجودہ



وہاں افرادی قوت میں مزید کمی کے ساتھ اس بہت بڑے سیکٹر جس میں 400 مینوفیکچرر، 40 ہزار رجسٹرڈ اور کئی ہزار غیر رجسٹرڈ دوائیاں اور ملک کے طول و عرض میں پھیلے 60 ہزار میڈیا یکل سٹورز پہلے ہی موجود ہیں، کوئی سیدھا اور ریگویٹ کیا جاسکتا ہے۔

ڈیل کر رہا ہوتا ہے، کبھی حالات میں بہتری کا سبب بناتا ہے۔ اس نئے سیٹ اپ کا ایک مقصد سمارٹ، یعنی مختصر اور تیز رفتار ہونا بھی ہے یعنی اس میں لوگوں کی مختصر تعداد کام کرے گی۔ لیکن ایسا سیکٹر جس کی ناکامی کی واضح ترین وجہات ہی افرادی قوت کی کمی اور علمدار آمد کے ناکافی ڈھانچے کے نقصان ہوں،

یورووکریسی اور صنعت کا باہم گٹھ جوڑ

پالیسی کے کئی مختلف مجوزہ مسودے مختلف حلقوں میں زیر گردش ہیں۔ جو مسودہ وزارت صحت کی دیوبند سائب پر موجود ہے اس میں اس بورڈ کی ترکیب یا رکان کی تعداد کے بارے میں سرے سے کچھ موجود ہی نہیں۔ اس مسودے کے مطابق یہ وفاقی حکومت پر ہے کہ وہ اس اہم بورڈ کے رکان کی تعیناتی کرے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس مجوزہ انتہاری کے قیام کے لیے مستعد لوگ ابھی اس معاملے پر واضح نہیں ہیں کہ اس انتہاری کو کس کی رہنمائی پر چلایا جائے یہی وجہ ہے کہ بورڈ کی ترکیب اور تعداد تک کو ایکٹ کے مسودے کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی اجھنوں اور غیر واضح چیزوں کے باوجود سکاری لوگوں کو آخر کس بات کی جلدی ہے کہ وہ انتہاری ایکٹ کو جلد از جلد منظور کروائیں؟ ان کے لیے بہتر تو یہی ہے کہ وہ کچھ مزید وقت خرچ کر کے چیزوں کو واضح بنائیں۔

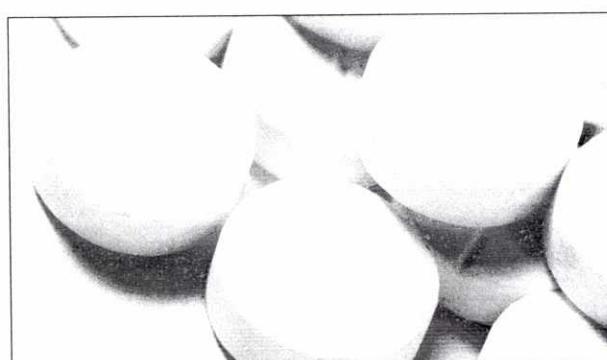
سرکاری اعلانات کے مطابق اس مجوزہ انتہاری کے لیے ایگزیکٹو افسران تو مارکیٹ سے لیے جائیں گے مگر اس کے پالیسی بورڈ کے رکان کی غالب اکثریت مکمل صحت کی یورووکری سے ہوگی اور یہ انتہاری ایک غیر واضح ربط کے ذریعے وفاقی وزیر صحت کے جمہوری سرکاری ڈھانچے کے ماتحت ہی آئے گی۔ تاہم پالیسی بورڈ میں صوبوں کی نمائندگی صوبائی وزیران صحت کی بجائے ہمیلتھ سیکرٹریوں کے ذریعے ہوگی۔ پالیسی بورڈ میں پارلیمنٹی کمیٹیوں کے لیے بھی کوئی جگہ رکھنے کا تکلف نہیں گیا۔ پالیسی بورڈ کے 13 رکان تجویز کیے گئے ہیں جس میں سے 9 وزارت صحت کی یورووکری کے رکان، چار ماہرین اور ایک وفاقی وزیر صحت شامل ہیں۔

پالیسی بورڈ کی پر ترکیب اس پالیسی کے ایک مجوزہ ڈرافٹ میں دی گئی ہے تاہم

ریگویشن برائے فروخت

انتہاری کے پاس فنڈ رکھاں سے آئیں گے؟

ایکٹ جس کے تحت مجوزہ انتہاری قائم ہوگی، ڈرگ ریگویشنی انتہاری فنڈ کے قیام کی تجویز بھی دیتا ہے جس کے تحت انتہاری نہ صرف حکومت سے امداد اور قرضے حاصل کر سکے گی بلکہ اٹھسٹری سے بھی مختلف سروسری فیسیں وصول کر سکے گی مثلاً ڈرگ ریگویشن فیس، مینوفیکچر نگ لائنس فیس وغیرہ وغیرہ۔ مجوزہ انتہاری کے فریم ورک میں انتہاری کے سالانہ بجٹ کا تخمینہ 100 میلین روپے لگایا گیا ہے۔ اگرچہ انتہاری ابتداء میں سرکاری امداد سے چلے گی لیکن اس کا حتیٰ مقصد اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے یعنی دوسرے لفظوں میں صنعت کی جانب سے فیسوں پر انعام۔ یہ حکومت کی فارماسیکٹر کی ریگویشن پر ہونے والے خرچے سے جان چھڑانے کی ایک ترکیب ہے اور ریگویشن کو صنعت کے پیسے سے چلانا اس



بدتی ہوئی معاشی دنیا میں حکومتوں کے پاس سوائے اس کے اور کوئی بھی کردار باقی نہیں بچا۔ تاہم ہمارے معاشی فلاسفوں نے تو کمال کر دیا ہے کہ وہ ایک قدم آگے جا کر ریگولیشن کو بھی برائے فروخت رکھ رہے ہیں۔

پاکستان کی 70 ارب کی فارماسیوٹیکل مارکیٹ تو حقیقت میں اپنی ریگولیشن کا 100 ملین روپے کا معمولی کابل ادا کر کے بہت خوش ہو گی (جو صنعت کے کل ٹرن اور کے ایک فیصد کا بھی صرف ساتواں حصہ بنتا ہے)۔ صنعت تو اس سے بھی بڑھ کر اتحاری کی خدمت کرنا چاہے گی اگر اتحاری اس کی خواہشات کو مد نظر رکھے۔ واضح رہے کہ اتحاری اپنے ملازم میں کی تنخواہیں اور تعادبڑھانے کے معاملے میں بالکل خود مختار ہو گی۔

اپنے سارے اخراجات صنعت سے وصول کر سکتی ہے مگر ایسا عدم انہیں کیا جاتا کیونکہ یہ اتحاری اپنے آپ کو عوامی مفاد کے تابع رکھنا چاہتی ہے اور صنعت کے بے جا باؤ میں ہرگز نہیں آتی۔

پاکستان کی نئی مجوزہ اتحاری میں پرائیویٹ پروفیشنلز کی بھرمار ہو گی، صنعت کے نمائندے پالیسی بورڈ کم میثے ہوں گے اور یہ صنعت ہی کے پیے سے چل رہی ہو گی تو اس کا سیدھا سیدھا مطلب کیا لکھتا ہے فارماسیوٹیکل سیکٹر ریگولیشن کی جگہ کاری۔ نیولبر لائزنس کے نئے معاشی مظہر نامے میں اشیاء و خدمات کی پیداوار اور ان کی لوگوں تک فراہمی و ترسیل کی ذمہ داری ریاستیں پرائیویٹ پارٹیوں پر ڈال دیتی ہیں مگر خود مارکیٹ کو ریگولیٹ کرنے کی قوت اپنے پاس رکھتی ہیں اور درحقیقت

مصنوعات کی کوالٹی کی یقین دھانی کھا جائے گی؟

کی حوصلہ افرائی کی جائے گی کہ وہ کوالٹی سرٹیفیکیٹ کے لیے کسی تیسری پارٹی سے رجوع کرے اور اس کے تباہی میں اتحاری صنعت کو متعدد مراعات جیسے مصنوعات کی اونچی قیتوں کا تعین وغیرہ، فراہم کرے گی۔ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ یہ مہم سیکم کا میا بھی ہو جاتی ہے تب بھی یہ مارکیٹ کو دھومن میں تقیم کر دے گی ایک حصہ مہنگی اور اعلیٰ کوالٹی مصنوعات کا اور ایک ستی مگر ادنیٰ کوالٹی مصنوعات کا۔ یہ تو پہلے ہی مارکیٹ کا مسلسلہ اصول ہے کہ یہ کوالٹی اسی کو فراہم کرتی ہے جو زیادہ پیے ادا کرے۔ تو مارکیٹ کے اس اصول میں اتحاری کی یہ سیکم کیا اضافہ کرے گی؟ کیا یہ منصوبہ ان لوگوں کو اعلیٰ کوالٹی کی مصنوعات فراہم کر کے گا جو ان تک رسائی کی باتی استطاعت نہیں رکھتے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو اتحاری کا یہ مجوزہ منصوبہ بھی محض خام خیالی ہے۔

پاکستان کے فارماسیکٹر میں کوالٹی کنٹرول نظام میں تبدیلی درحقیقت حکومت کی جانب سے اپنی ناکامی کا اعتراض ہے۔ ریاست یہاں اس بات کو تسلیم کر رہی ہے کہ اس کی عوام تک کوالٹی دواؤں کی ستی رسائی کی پالیسی موثر نہیں تھی۔ اپنی خامی کا اعتراض کوئی بری بات نہیں لیکن صرف تب جب اپنی خامی پر قابو پانے کے لیے کوئی نئی حکمت عملی اور اصلاح احوال کے لیے نئی کوششوں کا عزم بھی شامل حال ہوا اور نہ کہ تب جب آپ اپنی غلطی کا اعتراض کر کے اپنی ذمہ داری ہی کسی اور فریق پر ڈال دیں۔

ہمارے ملک میں فارماسیوٹیکل مصنوعات کی کوالٹی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہمارے ملک میں کام کرنے والی صنعتی اکاٹیوں میں ایک بھی الی نہیں ہے جو بین الاقوامی معیارات پر پورا اترتی ہو۔ جعلی دو ایسا روزانہ کرنے ہی لوگوں میں موت بانٹ رہی ہیں اور یہ مسئلہ ملک بھر میں بحث مبارحوں، تقدیم اور میدیا کی توجہ کا مرکز ہنا ہوا ہے۔ حال ہی میں سپریم کورٹ کی جانب سے اس مسئلے پر باز خود ایکشن اس بات کی دلیل ہے کہ اس مگیہر اور اہم مسئلے کو کتنا خطرناک سمجھا جا رہا ہے اور اس بات میں کوئی دورانے نہیں کہ پاکستان میں فارماسیکٹر کو کوالٹی کے بین الاقوامی معیارات کے تحت لانا اور فارما مصنوعات کی کوالٹی کا بلند ترین معیار برقرار رکھنا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ مجوزہ ڈرگ ریگولیٹری اتحاری کا فریم ورک، تاہم، یہاں بھی ایک انوکھا حل فراہم کرتا ہے۔ فریم ورک کے مطابق اتحاری اپنے پاس کوئی چھڑی نہیں رکھنا چاہتی اور نہ ہی یہ جرمانوں، سزاوں اور فوجداری مقدمات کے اندر اس کی حامی ہے کیونکہ اس کا کردار پولیس میں کا نہیں ہے اور نہ ہی یہ اپنے آپ کو یہ نگ پارٹی کے طور پر متعارف کروانا چاہتی ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ کوالٹی کو یقینی کیسے بنائے گی۔ اس کا ایک ہی جواب ہے ’صنعت سے درخواست کر کے وہ مصنوعات کی کوالٹی کو بہتر بنائے‘۔

دعاوں کے مطابق مجوزہ اتحاری ایسا نظام وضع کرے گی جس کے تحت صنعت





صنعت کے جوabi دباؤ کے نتیجے میں ادویات کو دکیٹریز میں تقسیم کر دیا گیا۔ وہی عارضی نظام ابھی تک موجود اور نافذ اعمال ہے اور عرصہ دراز سے ایک مشابی پالیسی کا منتظر ہے تاکہ ایڈھاک انتظام کو تبدیل کر دیا جائے۔

دواؤں کی "ضروری اور غیر ضروری" اور "کنٹرولڈ اور ڈی کنٹرولڈ" تقسیم نے مارکیٹ کی شکل تبدیل کر دی ہے۔ صنعت نے اپنی توجہ غیر ضروری یعنی ڈی کنٹرولڈ ادویات کی طرف مبذول کر لی ہے۔ اگر ایک کمپنی کو اجازت دے دی جائے کہ وہ غیر ضروری ادویات کے ایک ڈبے پر 100 روپے کا منافع کما سکتی ہے تو کیا کمپنی ضروری ادویات کے 100 ڈبوں پر اتنا ہی منافع کما گواہ کر سکتی ہے؟ غیر ضروری ادویات کے ضمن میں بیش بہا منافع کی دلکشی کمپنیوں کو مائل کرتی ہے کہ وہ غیر ضروری ادویات کی مارکیٹ اور فروغ میں زیادہ سے زیادہ رقم کی سرمایہ کاری کریں۔

اس عمل نے ضروری ادویات کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور کوئی اس طرف توجہ نہیں دے رہا۔ دوسری طرف اس سے کمپنیاں مارکیٹ کے حوالے سے اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو چکی ہیں۔ نئی اتحاری کا جوزہ "نسمہ کیمیا" اس بدترین تجربے سے سبق حاصل کرنے کی بجائے اس کو مزید تقویت دینے کے درپے ہے۔

جلتی پر تیل

ضروری اور غیر ضروری ادویات کی قیمتوں کے تعین کی پالیسی

محوزہ اتحاری کے فریم ورک میں ادویات کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں ہر حصے کیلئے مختلف اصول و ضوابط مقرر کئے گئے ہیں۔

پہلے حصے میں ان ادویات کو شامل کیا گیا ہے جو عامی ادارہ صحت کی ضروری ادویات کی فہرست میں درج ہیں۔ ان ادویات کی قیمتوں کو اتحاری خود کنٹرول کرے گی۔

یہاں پر دو سوالات ڈھن میں جنم لیتے ہیں۔

1۔ ہم ڈبلیو ایچ او کی فہرست کو کیوں استعمال کر رہے ہیں جبکہ یہ ادارہ خود رکن ممالک کو اس فہرست کے مطابق اپنی "قوی ضروری ادویات کی فہرست" تیار کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ ڈبلیو ایچ او کی فہرست ہر ملک کیلئے ہمیں نہیں بلکہ اس کو رہنماسفارشات تصور کیا جاتا ہے۔

2۔ جبکہ پاکستان اپنی ضروری ادویات کی قوی فہرست تیار کر رہا ہے اور اس کی باقاعدہ نظر ثانی بھی کرتا ہے۔

اتھاری ان ادویات کو کنٹرول کیوں نہیں کرے گی جو ضروری ادویات کی فہرست میں شامل نہیں ہو گی؟ مزید برائی "کنٹرول" سے یہاں کیا مراد ہے؟ ادویات کی دوسری کیٹگری غیر ضروری ادویات سے متعلق ہے جن کی قیمتیں مقرر کرنے اور ان میں اضافہ کرنے کا اختیار کلی طور پر کمپنیوں کے پاس ہو گا۔

فی الوقت پاکستان بھی اپنی رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ مصنوعات کو کنٹرولڈ اور ڈی کنٹرولڈ فہرستوں میں تقسیم کرتا ہے۔ جبکہ یہ ایک عارضی طریقہ تھا جس کے تحت نئی متعارف کردہ ڈی ریگیشن تھراپی 1990 کی دہائی میں اپنائی گی۔

1993 میں وزارت صحت نے اس کے پہلے کردار کو ختم کر دیا تھا جس کے تحت قیمتوں کا تعین اور اضافہ کیا جاتا تھا۔ اور راتوں رات ادویات کے نرخوں میں دگنا تکنا اضافہ کر دیا جاتا تھا۔

قوی ذرائع ابلاغ کے داویا برپا کرنے اور ملک میں سیاسی بحث کے دباؤ کے نتیجے میں وزارت صحت اسے منجد کرنے پر مجبور ہوئی۔ لیکن فارما سیوٹکل کی

ادویات کی قیمتوں کا تعین: دودھ کی حفاظت بلی کے ذریعہ

یہ ذمہ داری ہو گی کہ وہ ایسے ادارے کے سربراہ سے قابل تعزیر حلف نامے پر مشتمل ایک شفیقیٹ حاصل کرے جس میں اقرار کیا گیا ہو کہ ایسی اشیاء (ادویات) ملک

نے نظام کے مطابق ادویات کی درجہ بندی کا تیسرا حصہ نئی کیمیائی اجزاء (ادویات) کے متعلق ہو گا جو کسی ادارے کے کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت ہو گا۔ محوزہ اتحاری کی



CONSUMER REPORT

صفحہ: 6/6

پر قانونی کارروائی کا اہتمام کیا جاسکے گا جس میں تصدیق کی گئی ہو کہ وہ لوگوں کو بہترین ممکنہ سہولیات اور نرخ فراہم کر رہے ہیں؟ یہ ایک ظالما نہ مذاق ہے۔

زخوں پر مزید نمک چھڑ کتے ہوئے ”مارکینگ کے مالیتی ایریاز“ کے الفاظ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ منڈیاں یا بازار ہر وقت رنگ بدلتے والی جگہیں ہیں جہاں قیمتوں اور دستیابی کے حوالے سے ایک سے زیادہ عوامل اپنایا کردار ادا کرتے ہیں۔ کوئی بھی کمپنی منڈی کے ان عوامل میں سے کسی کا بھی بہانہ بنایا کرنا پنی من مرضی سے قیمتوں کا تعین کر سکتی ہے۔ حتیٰ کہ کوئی کمپنی اگر پاکستان میں اپنی کسی دوائی کی قیمت اس سے بھی زیادہ رکھ لے جتنی وہ پاکستان جتنی آبادی والے کسی ملک میں رکھتی ہے تو بھی اس کے پاس کئی جواز ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ پاکستان تو ایک غیر محفوظ ملک ہے اور اپنی سرمایہ کاری کے تحفظ کے لیے اسے اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں لہذا وہ زیادہ قیمت رکھنے پر مجبور ہے۔

ایسی تصدیق خود کرنا ایک سراسر دھوکا ہے۔ کاغذ کے اس نکٹے کی کوئی اہمیت اور افادیت نہیں ہو گی سوائے اس کے کمپنیوں سے کہہ دیا جائے کہ اپنی پراؤ کش کی من مانی قیمتیں وصول کر لیں۔

کے اندر باقی ممالک کے مقابلے میں مالیتی نرخوں سے کم مالیت پر فروخت کی جا رہی ہیں۔ ادارے کا سربراہ ایسے سرٹیفیکیٹ ہر سال 10 جولائی کو جاری کرے گا اور مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کو قانونی شکل دے گا۔

قابل تعزیر طائف کے سٹرٹیجیٹ جاری کرنے کا مقصد یہ ہے کہ غلط معلومات کی فراہمی ثابت ہونے پر سٹرٹیجیٹ جاری کرنے والے شخص کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔ یقینی طور پر اخباری ایسے سٹرٹیجیٹ فارما سیویکل کی صحت سے حاصل کرے گی کیونکہ اخباری خود نہ تو اتنی اہمیت رکھتی ہے اور نہ ہی اس بات کو جاننے کی خواہ شدید ہے کہ مختلف کمپنیاں ملک کے عوام کو کس طریقہ کار کے مطابق اشیاء فراہم کر رہی ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ معاملہ کمپنیوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتی ہیں اور یہ کہ شواہد کا بوجھ بھی متعلقہ صنعت پر ہی ڈال دیا جائے۔

لیکن اگر یہ دعویٰ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ دواؤں پر کنٹرول کرنے والے سرکاری ادارے صنعت کے دعووں کا تجزیہ نہیں کر سکتے پھر برسز میں کون ایسا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ کیا کبھی ادارے کے سربراہ کی جانب سے جاری کردہ سرٹیفیکیٹ

